

اسلام ایک نظریہ ہے اور مغرب صرف ایک طاقت

حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصورؒ (لندن) کے چیئرمین ہیں یہ وہ ادارہ ہے جو یورپ میں مسلمانوں میں تعلیم کے فروغ کے لئے سرگرم ہے۔ اس کے ایجنڈے پر 'میڈیا' کے ذریعے اسلامی نظریات کو پھیلانا بھی شامل ہے، حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصورؒ اپنی تحریروں کے ذریعے دونوں کام بڑی ہی تندہی سے کر رہے ہیں، جنگ جیسے کثیر الاشاعت اردو روزنامے میں حضرت مولانا کے کالم مستقل شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان کالموں کے ذریعے وہ مسلمانوں کے تعلیمی، اقتصادی، سماجی، معاشرتی اور مذہبی مسائل اور امور پر روشنی ڈالتے ہیں۔ "دینی مدارس اور عصری تقاضے" مغربی افکار و نظریات اور ان کا تاریخی پس منظر "مقالات منصورؒ" (دو جلدوں میں) حضرت مولانا کی چند گر افکار تصانیف ہیں جو پاکستان سے شائع ہوئی ہیں اور ساری دنیا میں پڑھی جاتی ہیں، اردو ٹائمز ممبئی نے حضرت مولانا کی ممبئی آمد پر ان سے ملاقات کی، ان سے کی گئی گفتگو کے اقتباسات درج ذیل ہیں:

س: حضرت مولانا عیسیٰ منصورؒ صاحب آپ کا تعلق بنیادی طور سے ہندوستان کی ریاست گجرات سے ہے اور گجرات میں سخت قسم کے فسادات ہوئے ہیں، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یورپ کے گجراتی مسلمانوں پر ان فسادات کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟

ج: یہ سچ ہے کہ یورپ میں سورت اور بھڑوچ اور دوسرے اضلاع کے بہت سارے مسلمان بستے ہیں، ان کے رشتے دار اور عزیز فسادات کی بھینٹ چڑھے ہیں، ظاہر ہے کہ فسادات کے ایام میں ان میں بڑی بے چینی تھی، لوگ یہ جاننے کے لئے بیتاب رہتے تھے کہ گجرات میں کیا ہو رہا ہے؟ ہم تمام لوگوں نے یہاں انگلینڈ میں سرکاری ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں، مختلف ملکوں کے سفیروں سے ملے، وزیر داخلہ جیک اسٹرا، اور وزیر اعظم ٹونی بلیر کو یادداشتیں دیں اور مختلف ذرائع سے حکومت ہند پر دباؤ ڈالوانے کی کوششیں کیں کہ فسادات رک جائیں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ جب گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی لندن آئے تو مسلمانوں نے ان کی بڑی ہی سخت مخالفت کی تھی، ہمیشہ بھٹ جی کا مجھے

فون آیا تھا کہ مودی سے مل کر ان سے بات کی جائے، ہم ملاقات نہیں کرنا چاہتے تھے مگر ہم نے ملاقات کی اور ان کے سامنے گجرات کے مسلمانوں کے حالات رکھے۔ اب بھی یہاں کے لوگ مودی اور ان کی حکومت سے خوش نہیں ہوئے ہیں، لوگ اب بھی بے چین رہتے ہیں۔

س: آپ لوگوں نے گجرات کے فساد یوں کے خلاف عدالت میں مقدمات قائم کئے تھے۔ ہم نے ایڈوائی اور مودی کے خلاف عالمی عدالت کا دروازہ کھٹکانے کی بھی تیاری کی تھی اس وقت برطانیہ کی حکومت نے ہمارا ساتھ دینے کا وعدہ بھی کیا تھا مگر پھر برطانیہ کے مفادات اس کے سامنے آ گئے اور تمام معاملہ دھرا کا دھرا ہی رہ گیا، حکومت برطانیہ ہی معاملہ عالمی عدالت میں لے جانے کی مجاز تھی، مگر وہ پیچھے ہٹ گئی اور ہماری کوششیں ناکام رہیں، مگر ایک بات یہ ضرور ہوئی کہ ہماری کوششوں کے نتیجے میں مودی کے مظالم اور آرائس ایس کی ذہنیت سے یہاں کے تمام لوگ بخوبی واقف ہو گئے، جب مودی یہاں آئے تھے تو یہاں کے بڑے بڑے اخباروں نے سرخیاں لگائی تھیں، ۳ ہزار مسلمانوں کا قاتل مودی۔

س: سنا ہے کہ آپ کے فورم کی کوششوں سے برطانیہ میں آرائس ایس پر ریسرچ کیلئے ادارے قائم ہوئے ہیں؟
ج: یہ سچ ہے، لیسٹر یونیورسٹی اور ایک دوسرے ادارے میں آرائس ایس پر ریسرچ کے لئے مستقل ادارے قائم ہوئے ہیں، دو کتابیں شائع بھی ہو چکی ہیں، دونوں ہی کتابیں غیر مسلم دانشوروں کی تحریر کردہ ہیں، اب برطانیہ میں آرائس ایس بحث کا موضوع بن گئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں بھی ایسا ہی کام ہونا چاہیے، ضروری ہے کیونکہ ابھی جب میں لکھنؤ گیا تھا تو وہاں علمائے کرام نے مجھے بتایا کہ اب اردو پڑھانے اور اسلام کی معلومات فراہم کرنے کے لئے آرائس ایس والے بھی اسکول کھول کر بات کرنے لگے ہیں۔ اب آپ سمجھ لیں کہ وہ کس طرح کی اردو پڑھائیں گے اور کیسی اسلام کی معلومات دیں گے!

س: آپ اپنے فورم کے متعلق کچھ بتائیے۔ اس کے کیا کام ہیں؟
ج: ورلڈ اسلامک فورم کے دو ہی مقاصد ہیں، ایک تعلیم دوسرا ایڈیا۔ تعلیمی میدان میں الحمد للہ ہم بے حد کامیاب رہے ہیں۔ کوئی سات سال قبل ناٹکیم کے علاقے میں ایک ملین پاؤنڈ کی لاگت سے ہم نے زمین خریدی تھی۔ ۳-۴ ملین پاؤنڈ خرچ کر کے ہم نے وہاں مسلمان بچوں کے لئے تین سو کمروں کا ایک اسکول قائم کیا ہے، جہاں عصری اور دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں مرحوم مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی آئے تھے اور بڑی دعائیں دی تھیں۔ اس سال پہلی بار بچیاں فارغ ہوئی ہیں اور یورپ بھر میں یہاں کے رزلٹ معیاری رہے ہیں۔ شیفلڈ کے علاقے میں بچوں کے لئے جامعہ الہدیٰ کے نام سے ایک اسکول ہم نے تعمیر کیا ہے، مولانا تقی عثمانی صاحب اس اسکول کا دورہ کر چکے ہیں، ان دونوں ہی تعلیمی اداروں کے سربراہ مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی ہیں، مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی اس

کے سربراہ ہیں۔ اس کالج میں ۱۹-۲۰ سال کے بچوں کے لئے تین سالہ کورس ہے، اس کورس کے بعد بچے چاہیں تو جامعہ ازہر چلے جائیں یا مدینہ یونیورسٹی اور چاہیں تو برطانیہ کی ہی کسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر لیں۔ اس طرح لیٹر کے علاقے میں ”دارالرقم“ کے نام سے ایک اسکول قائم کیا گیا ہے جس کے سربراہ مولانا فاروق محمد ہیں۔ پاکستان میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ہے ہمارے ۶ ہزار بچوں نے وہاں کے مطالعہ اسلام کا ماسٹر اسٹیٹ کورس کیا ہے، میڈیا کا جہاں تک سوال ہے تو مختلف اخبارات سے میں خود جڑا ہوا ہوں، ہمارا ایک ماہنامہ ”الشرعیہ“ کے نام سے مسلسل نکل رہا ہے۔

س: اور سماجی و معاشرتی میدانوں میں؟

ج: ہم نے گجرات کے زلزلے اور فسادات کے دوران بھی بہت کام کیا ہے۔

س: کیا برطانیہ اور یورپ میں اصلاح معاشرہ کے لئے بھی کوئی سرگرمی ہے؟ ظاہر ہے کہ یورپ میں بے راہ روی اور فحاشی عام ہے اور جو مسلمان وہاں جاتے ہیں عموماً بگڑ جاتے ہیں؟

ج: ایسا نہیں ہے، برطانیہ میں جہاں بھی مسلمان بستے ہیں وہاں ان کے ثقافتی مراکز ہیں، مسجدیں ہیں، وہ اپنے رسالے نکالتے ہیں، اور میں یہ بتا دوں کہ یہاں آنے والے مسلمانوں میں عموماً دینی شعور بیدار ہو جاتا ہے، دیکھا گیا ہے کہ لوگ زیادہ ہی دیندار ہو جاتے ہیں۔ مختلف جماعتیں بھی ہیں جو اپنے اپنے انداز میں کام کر رہی ہیں۔ اصلاح معاشرہ پر بہر حال ہم توجہ دیتے ہیں، اس مقصد کے لئے سیمینار بھی ہوتے ہیں۔

س: یورپ میں آپ ایک طویل عرصے سے ہیں؟ آپ کی نظر میں آج کا اہم مسئلہ کیا ہے؟

ج: آج کا اہم مسئلہ اسلام اور مغرب کی کشمکش ہے، اسلام ایک نظریہ ہے اور قرآن پاک کے نزول کے بعد دنیا پر قرآن کا نظریہ ہے اور قرآن پاک کے نزول کے بعد دنیا پر قرآن کا نظریہ حاوی رہا ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ مثلاً قرآن پاک کہتا ہے کہ نظام ایک آدمی کی عقل پر نہیں قائم ہوگا بلکہ عقل اجتماعی پر قائم ہوگا ”خالق ایک ہے“ اب کوئی بھی شخص چاہے تین خدا کو ماننا ہو چاہے ۳۳ کروڑ کو، وہ جب ایک جگہ پہنچے گا تو اسے توحید کی بات تو کرنا ہی ہوگی، قرآن پاک کہتا ہے امرہم شوریٰ بینہم جب مل کر بیٹھیں گے تو انہیں یہ بات تسلیم کرنا ہی ہوگی، انہیں جمہوریت اور شورایت کی بات کرنا ہی ہوگی۔ تو اسلام ایک نظریہ ہے اور مغرب صرف ایک طاقت ہے پاور ہے، مغرب کے پاس کوئی نظریہ، نظام حیات، اور انسانیت کے لئے کوئی پیغام نہیں ہے، صرف طاقت ہے اور من مانی ہے، میں بتا دوں کہ تاریخ شاہد ہے کہ کوئی ایسی تلواریں نہیں ہے جو نظریہ کو کاٹ دے۔

س: کوئی مثال ہے؟

ج: کئی مثالیں ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ کو لے لیجئے، آپ ایک نظریہ لے کر آئے تھے اس نظریے کے خلاف فرعون اور ہامان تھے مگر وہ طاقتیں تھیں، مگر آپ کا نظریہ صحیح تھا، حضرت عیسیٰؑ نے لے کر آئے ساری

طاقتوں نے اس کے خلاف زور لگادیا مگر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد وہ طاقتیں ختم ہو گئیں مگر حضرت عیسیٰ کا نظریہ ختم نہیں ہوا تو نظریہ کو طاقت اور جبر سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ آج ہو یہ رہا ہے کہ مغرب نے نظریے کو اپنا حریف قرار دے دیا ہے وہ نظریے کو جبر سے ختم کرنا چاہتا ہے اور یہ ممکن نہیں ہے۔ نظریہ صرف اسی وقت ختم ہو سکتا ہے جب وہ غیر فطری ہو اس میں باطنی طور پر خامی اور کمی ہو یا پھر اس صورت میں کہ اس سے زیادہ بہتر کوئی نظریہ انسانیت کی بہتری کے لئے آجائے۔

س: نظریے کو جبراً ختم کرنے کے کیا اثرات پڑے ہیں؟

ج: دیکھئے پوری دنیا ایک گلوبل ولیج (Global Village) بن گئی تھی؛ دنیا کے تمام ممالک ایک رخ پر جا رہے تھے دنیا کے تمام انسان ایک دوسرے سے اپنے تجربات کا تبادلہ کر رہے تھے اور دنیا ایک سمت میں بڑھ رہی تھی کہ امریکہ نے صہیونیت کا آلہ کار بن کر دنیا کو ایک ہی جگہ پر روک کر رکھ دیا۔ امریکہ کی کوشش تھی کہ مسلمان اور عیسائی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن جائیں۔ میرا سوال بڑا ہی سیدھا ہے، مغرب کو اس نے کیا فائدہ آج پہنچایا مستقبل میں کیا فائدہ پہنچے گا یا اس سے انسانیت کس طرح سے مستفیض ہوگی؟

س: گویا صورت حال خراب ہوئی ہے؟

ج: بالکل! ملٹی نیشنل کمپنیوں کا آج ساری دنیا پر قبضہ ہے۔ ۲۴ ہزار ٹریلین میں سے ۱۳ ہزار ٹریلین دولت کی مالک یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہی ہیں۔ یہ دنیا کے ۸۴ فیصد قدرتی وسائل پر قابض ہیں، اسلحہ اور تیل کی کمپنیاں سب سے زیادہ مالدار ہیں یہ امریکہ کی تیل کی کمپنیاں ہی ہیں جن کے سربراہ ڈک چینائی اور بش جیسے لوگ ہیں جو دنیا کو کنٹرول کرنے کا منصوبہ تیار کرنے کے ذمہ دار ہیں، سچائی تو یہ ہے کہ آج انسانیت کے مسائل وہ نہیں ہیں جو میڈیا دکھا رہا ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں، اناج اور مکان سے محروم ہیں، امریکہ میں ہی ساڑھے ۳ کروڑ افراد ایسے ہیں جنکے پاس نہ روٹی ہے نہ ہی مکان تو امریکہ کا اصل مسئلہ صدام یا اسامہ نہیں ہیں، امریکہ کے مسائل تو اور ہی ہیں۔ روس کی مثال لیجئے۔ بڑی سنگین صورتحال ہے اقتصادی تنگی کا یہ حال ہے کہ ایک شخص آج جو تار خرید لے تو کئی برس تک جو تار خریدنے کی سوچ نہیں سکتے۔ بچیاں عزت بیچ کر گھر چلاتی ہیں، وہاں اصل مسئلہ چیچنیا نہیں ہے، فرانس کا اصل مسئلہ حجاب نہیں، وہاں کے بوڑھے اور ضعیفوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے، ہندوستان میں ۱۴۰ لاکھ ایڈز کے مریض ہیں۔ لوگوں کے پاس چھت نہیں ہے، روٹی نہیں ہے، اصل مسئلہ مندر، مسجد نہیں ہے، تو آج انسانیت جو پریشان ہے، وہی اصل مسئلہ ہے، افسوس کہ ہم نے بھی اسے اپنی سوچ کے دائرے سے خارج کر دیا ہے، جب تک مسلمان ساری انسانیت کی بھلائی کی نہیں سوچے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں نازل ہوگی، رسول اکرم ﷺ نے سوشل ورک تمام انسانوں تک اپنی بات پہنچانے، معاشرے کے بگاڑ کو دور کرنے پر زور دیا ہے، آپ ایک معلم تھے آپ نے تعلیم پر زور دیا ہے، اس تعلیم پر جسے ”علم نافع“ کہا جاتا ہے۔ علم نافع (یعنی نفع دینے والا علم) سائنس کا بھی ہو سکتا ہے اور دینی تعلیم اگر انسانیت کی نفع کے لئے نہ ہو تو وہ علم نافع نہیں، ہم نے آج دنیا کو وہاں تک تقسیم کر دیا ہے کہ

(باقی صفحہ ۳۴ پر)